شاہ بلیغ الدین

# مظلوم امیر

خادم کو بلا کر حکم دیا کہ — حضرت ابوحازم کے پاس جاؤ۔ ان سے میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ اپنے کھانے میں سے کچھ مجھے بھیج دیں۔ تھوڑی دیر میں خادم واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں مٹی کی ایک سکوری تھی اور اس میں کچھ دلیہ پڑا تھا خادم نے پیام دیا کہ — حضرت فرماتے ہیں یہی میرا آج رات کا کھانا ہے۔ یہ دلیہ دسترخوان پر رکھ دیا گیا۔ وہاں تو مرغ و ماہی کے ساتھ ساتھ بیسیوں نعمتیں چنی ہوئی تھیں۔ میٹھے بھی سلونے بھی کئی پکوان تھے۔ آخر کو یہ حکمران وقت کا دسترخوان تھا۔ کھانے کے لئے امیر جب دسترخوان پر بیٹھا تو سامنے ہی ابوحازم کا بھیجا ہوا دلیہ رکھا تھا۔ اس نے ایک نظر اپنے دسترخوان کے کھانوں پر دوڑائی اور پھر ابوحازم کے دلئے کو دیکھا۔ بے اختیار اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ دسترخوان سے بھوکا اٹھ گیا۔ اپنی خلوت گاہ میں جا کر سجدے میں گر پڑا۔ زبان سے کچھ نہ نکلتا تھا۔ دل میں خیالات کا ایک طوفان تھا کہ موجزن تھا۔ چاندی، سونا، ہیرے جواہرات، فوج و سپاہ، حکومت و اقتدار کسی چیز کی کمی نہ تھی حکم ہے کہ

اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ — تیرے رب نے جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان کا ذکر کرتا رہ۔ چنانچہ وہ شکرِ نعمت میں نفلیں پڑھتا رہا۔ اور اس رات بغیر کچھ کھائے پیئے روزہ رکھ لیا۔ روزہ افطار کیا ہی تو کچھ نہ کھایا۔ پانی کے چند گھونٹوں کے بعد پھر روزہ رکھ لیا۔ دوسرا دن بھی اسی طرح روزے میں گزرا۔ تیسرا روزہ رکھا اور افطار کا وقت آیا تو شکرِ نعمت ادا کر کے سموسے سے افطار کیا اور سادہ غذا کھائی۔ اس کے بعد صاحبِ کردار سربراہ کے گھر دوسرا لڑکا تولد ہوا اس نے عبدالعزیز نام رکھا۔ انہی عبدالعزیز کے بیٹے وہ عمر ہیں جنہیں امام شافعی اور امام سفیان ثوری خلفائے راشدین میں شمار کرتے ہیں۔

ابوحازم سلمہ بن دینار مخزومی شیخ المدینہ کہلاتے تھے امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ:۔
ان کے زمانے میں ان جیسا کوئی عالم نہیں تھا۔ وہ حکمران جس نے ابوحازم — کھانا منگوایا تھا ان کے بارے میں امام بخاری اپنی تاریخ صغیر میں لکھتے ہیں کہ وہ ہجرت سے اٹھارہ سال پہلے پیدا ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر انتیس برس کی تھی۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان کی بیان کی ہوئی حدیثیں دی ہیں۔
حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے یہی امام ابن تیمیہ ابن کثیر اور صاحبِ تاریخ الخمیس نے بھی لکھا ہے۔ وہ چار بار امیرِ حج رہے۔ کئی بار مدینۃ النبیؐ کے گورنر بنے۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ وہ بندۂ حق اپنے دورِ گورنری میں صحابہ کرام سے مشورہ لیتا اور جس پر وہ اتفاق کرتے اسی پر عمل کرتا۔ مدینے میں اس نے ناپ تول کے پیمانوں کی اصلاح کی۔ اور درست پیمانے رائج کئے۔

امیر المومنین سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلامی مملکت کے چیف سیکرٹری رہے اپنے دور کے بڑے صاحبان علم و عمل اور فقہا میں ان کا شمار تھا۔ اللہ نے ایک سے ایک لائق بیٹا دیا۔ بڑے بیٹے عبدالملک کے علم کا یہ عالم تھا کہ شیخ الصحابہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک موقع پر فرمایا کہ:-

میرے بعد مسائل پوچھنے ہوں تو عبدالملک سے رجوع کرنا۔ یہ اللہ کا بندہ جس کا ذکر ہو رہا ہے سیدنا معاویہؓ ثانی کی وفات کے بعد متفقہ طور پر مسلمانوں کا امیر منتخب ہوا۔ اور ۶۴ھ و ۶۵ھ میں ایک سال تک منصب خلافت پر فائز رہا۔ امام ابوبکر ابن العربی نے العواصم من القواصم میں لکھا ہے کہ:-

وہ امت کی عظیم شخصیتوں میں سے ایک ہے۔ ثقہ صحابہ نے ان سے روایت کی ہے۔ حضرت زین العابدین ابن حضرت حسینؓ سے ان کی ایک روایت صحیح بخاری میں موجود ہے۔ موطا امام مالک، سنن نسائی اور مصنف عبدالرزاق میں بھی ان کی روائتیں ملتی ہیں۔ صحابہ اور تابعین نے ان سے روایت کی ہے۔ تابعین میں حضرت سعیدؒ بن مسیب جیسی شخصیت بھی شامل ہے۔ یہ بندۂ خدا اپنے دور کا بڑا ماہر نظم و نسق اور غیر معمولی مدبر تھا۔ اس نے سبائی تحریک کی کمر توڑ دی تھی۔ اس کا بدلہ سبائیوں نے یہ لیا کہ اس کے خلاف خوب کیچڑ اچھالی حتیٰ کہ اپنی بے پناہ پروپیگنڈہ مشینری سے کام لے کر اس کی شخصیت کو مسخ کر دیا۔ ہم نے اپنی سادہ لوحی میں اس بات کا خیال بھی نہ کیا کہ صحابہ کرام کی توہین کرنے والے کیا کیا کھیل کھیلتے ہیں۔

بہرحال جب اس صحابیٔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت پر اجماع ہو چکا اور انہیں اطلاع دینے کے لئے ان کے خیمے میں پہنچے تو شمع روشن تھی اور وہ کلام پاک کی تلاوت میں مشغول تھے۔ یہ قاری کلام اللہ حضرت مروان بن حکم تھے انہی کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ وہ آخری صحابی ہیں جو مسلمانوں کے حکمران رہے ۔

**مضمون نگار**

حضرات سے التماس ہے کہ مضمون کاغذ کے ایک طرف سیاہی سے تحریر فرمائیے اور ہر صفحے کا حاشیہ اسی صفحے پر تحریر کیجئے

(ادارہ)